www.KitaboSunnat.com

شیخ حماد بن محمد انصاری (شنقیطی)
پروفیسر مدینہ یونیورسٹی
عربی سے ترجمہ: پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں، ایم اے

روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے حرمین کا سفر کیسا ہے؟

قبر کی زیارت اور سفر کے بارے میں وارد احادیث کا جائزہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وبعد

مسئلہ: دو شخص اس بات پر جھگڑتے ہیں کہ کیا مسجد نبوی کے بغیر صرف روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے؟ اس کے لیے شرعی فتویٰ مطلوب ہے۔

جواب: شروع اسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قبروں کی زیارت سے روک رکھا تھا کیونکہ لوگ نئے نئے بت پرستی چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے لیکن بعد میں یہ حکم واپس لے لیا گیا، آپؐ نے فرمایا:

"کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکرکم الآخرۃ"

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب اس کی اجازت اور ترغیب دیتا ہوں کیونکہ یہ تمہیں موت اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

اس طرح مردوں کو تو اجازت دے دی گئی لیکن عورتوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی ممانعت باقی رہی جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ کی حدیث میں عبداللہ بن عباس سے اس کی وضاحت موجود ہے:

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور"......... الحدیث

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی[1]

---

[1] یہ حدیث ابو صالح تابعی (جو عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں) کی سند سے صحیح ہے۔ ابو صالح مذکور کے بارے میں بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ امّ ہانی کا آزاد کردہ غلام "باذام" ہے اور بعضوں کا خیال ہے کہ میزان بصری ہے بہرحال دونوں صورتوں میں حدیث صحیح ہے۔ کیونکہ باذام سے راوی جس وقت محمد بن جحادہ ہو تو حدیث صحیح ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے کہ کلبی جیسے لوگ اس سے روایت بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث محمد بن جحادہ کی روایت سے ہے اور اگر یہ ابو صالح میزان بصری ہے پھر تو حدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کسی مخصوص قبر کی طرف سفر کے لیے کمربستہ ہونا بھی ممنوع ہے جیسا کہ بخاری مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد"۔۔۔۔۔۔۔الحدیث

کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مقام کے لیے (بغرض زیارت) کجاوے نہ کسے جائیں۔ یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی طرف سفر جائز ہے۔

علاوہ ازیں کسی دوسری جگہ کے لیے صرف اسی کی نیت کرتے ہوئے سفر کرنے سے منع فرمادیا۔ لہٰذا صورتِ ممنوعہ یہ ہے کہ زیارت کرنے والا مسجد نبوی کو چھوڑ کر صرف روضہ شریف کا قصد کرے لیکن اگر زائر اصل سفر مسجد نبوی کی نیت سے کرے پھر روضہ کی زیارت بھی کرلے تو اس صورت میں زیارتِ قبر میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ صرف مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کے لیے اجازت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ واضح رہے (ہم نے روضہ کی زیارت کا معاملہ عمومی زیارتِ قبر کے ساتھ اس لیے رکھا ہے) کہ کسی صحیح حدیث میں (خود صاحب روضہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مخصوص قبر کی طرف سفر کی اجازت ثابت نہیں ہو سکی جبکہ ممانعت کا حکم آپ نے عام صادر فرمایا جس میں اپنی قبر اور دوسروں کی قبور کو برابر رکھا یہی وجہ ہے کہ کسی (زیادہ سے زیادہ دلدادہ) صحابی اور بھلائیوں میں ان کے پیچھے لگنے والے تابعی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے صرف روضہ یا کسی دوسرے کی قبر کا سفر اختیار کیا ہو۔ حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے کہ:

"من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد"

جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہم عمل پیرا نہ ہوئے ہوں وہ کام رانده اور بدعت ہے[1]

بھلائی اور نیکی تو صرف سلف صالحین کی پیروی میں ہی ہے اور پچھلوں کی اختراعات کو اپنانا برائی ہی ہے[2] مسئلہ تو یہی

---

[1] یہ اگرچہ حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے لیکن مختلف روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سے ملتے جلتے الفاظ آئے ہیں جنہیں امام احمد اور مسلم وغیرہ نے مختلف صحابہؓ سے نقل کیا ہے گویا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہی ہے۔ مطبوعہ عربی زبان میں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ غلطی سے درج ہو گئے ہیں۔ مدیر

[2] خلاصہ کلام یہ ہے کہ قبروں کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن اصطلاحی سفر اختیار کیے بغیر قبروں کی عام زیارت مستحسن ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی قبریں بھی داخل ہیں کیونکہ اس سے انسان کو موت اور آخرت یاد آتی ہے (کہ جب اتنے بڑے بڑے آدمی بھی ہمیشہ دنیا میں نہ رہے تو ہمیں بھی دنیا سے دل نہ لگانا چاہیئے) عورتوں کے لیے صرف زیارت کی بھی اجازت اس لیے نہیں دی کہ وہ جزع وفزع بہت کرتی

بقیہ بر ص۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن متاخرین میں سے بعض نام نہاد علماء روضۂ اطہر یا دوسری قبروں کی طرف سفر جائز ثابت کرنے کے لیے بعض دلائل اور احادیث کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ وہ یا تو موضوع (بناوٹی) ہیں یا بہت کمزور جس سے شرعی مسائل ثابت نہیں ہو سکتے جیسا کہ علمائے محققین کے ہاں معروف ہے تاہم میں ایسی احادیث کا ذکر توفیقِ الٰہی ان ائمہ کے باطل یا نہایت کمزور قرار دینے کے ساتھ کرتا ہوں جو اس معاملہ میں سند ہیں۔

سفر کو جائز قرار دینے والوں کی طرف سے پیش کی جانے والی چودہ حدیثیں اور ان کے مفید مطلب نہ ہونے کے دلائل

۱۔ "من زار قبری وجبت له شفاعتی"

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری سفارش ضروری ہو گئی۔

نقد و جرح:

اس حدیث کو ابوالشیخ اور ابن ابی الدنیاؒ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث ابن خزیمہؒ میں بھی ہے اور امام موصوف نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے کہتے ہیں:

"اس کی سند کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں"

میں کہتا ہوں اس میں دو راوی مجہول ہیں ۱ عبداللہ بن عمر العمری جس کے بارے میں ابوحاتم نے کہا ہے وہ مجہول ہے

۲۔ من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی

جس نے میری وفات کے بعد حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) ہیں اور ان کے اوہام میں مبتلا ہو کر شرک میں مبتلا ہونے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ چند ایک احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی عورت عاملہ صابرہ ہو تو کسی ضرورت کی خاطر اسے اجازت مل سکتی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی کا ایک سفر کے دوران اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قبر پر آنا ثابت ہے۔ زیارت کے وقت انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں تیری موت کے وقت موجود ہوتی تو پھر قبر پر نہ آتی۔ اسی طرح ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قبر کے پاس سے ہوا جہاں ایک عورت نوحہ کر رہی تھی۔ آپ نے اسے صبر کی تلقین کی لیکن قبر پر آنے پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ حدیث میں ہے کہ جب آپ نے اسے صبر کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد و جرح:

اسے طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں حفص بن سلیمان القاری ہے جس کے متعلق ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ اس پر جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔ امام احمدؒ کہتے ہیں: "وہ متروک الحدیث ہے۔" بخاریؒ کہتے ہیں، "ائمہ حدیث نے اسے ترک کر دیا ہے۔" ابن خراشؒ کہتے ہیں "جھوٹا ہے حدیثیں گھڑتا ہے" اور ذہبیؒ نے اس حدیث کو اس کے منکرات میں شمار کیا ہے، کہتے ہیں امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الضعفاء میں تعلیقاً اس کے حالات کے بیان میں یوں کہا ہے: ابن ابی القاضیؒ کہتے ہیں ہم کو سعید بن منصور نے حدیث سنائی، وہ کہتے ہیں، ہم کو حفص بن سلیمان نے لیث سے، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہیں جس نے حج کیا اور میری موت کے بعد میری زیارت کی .... الخ (یعنی امام بخاریؒ نے اس راوی کو کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے وہاں اس حدیث کا ضعف بھی بیان کر دیا۔)

۳۔ "من زارنی بالمدینۃ محتسبا کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیامۃ"

جس نے ثواب کی خاطر مدینہ میں میری زیارت کی، میں روزِ قیامت اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا

نقد و جرح:

اس حدیث کو بیہقیؒ نے انسؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابو المثنی سلیمان بن یزید الکعبی ہے جس کے بارے میں ذہبیؒ نے کہا ہے "وہ متروک ہے۔" ابو حاتم کہتے ہیں "منکر الحدیث ہے" اور ابن حبانؒ کہتے ہیں "اسے قابلِ حجت ماننا درست نہیں۔"

۴۔ "من حج و لم یزرنی فقد جفانی"

جس نے حج کیا اور میری (قبر کی) زیارت نہ کی اس نے مجھ سے زیادتی کی۔

نقد و جرح:

امام سخاویؒ نے "المقاصد الحسنۃ" میں لکھا ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابن عدیؒ نے اسے "الکامل" میں، ابن حبانؒ نے الضعفاء میں، دارقطنی نے "العلل" اور غرائب مالک میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے "بلکہ یہ حدیث موضوع ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ "من زار قبری او قال من زارنی کنت له شفیعا او شهیدا و من مات باحد الحرمین بعثه الله من الأمنین یوم القیمة "

جس نے میری قبر کی زیارت کی یا فرمایا، جس نے میری زیارت کی، میں (قیامت کے دن) اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا۔ اور جو حرمین (مکہ و مدینہ) میں سے کسی جگہ فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے میدانِ حشر میں امن والوں میں سے اٹھائے گا۔

نقد وجرح:

اس حدیث کو ابو داؤد طیالسیؒ نے اپنی "مسند" میں عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے۔ اس کے سلسلہ رواۃ میں ایک راوی مجہول ہے جس کی سند حسب ذیل ہے:

قال ابو داؤد: حدثنا سوار بن میمون ابو الجراح العبدی قال حدثنا رجل من آل عمر عن عمر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم .... الحدیث

(یعنی سند میں آل عمر سے "رجل" (کوئی شخص) مجہول ہے)

۶۔ "من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی و من مات باحد الحرمین بعث من الأمنین یوم القیامة "

جس نے میری موت کے بعد میری (قبر کی) زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو حرمین میں سے کسی جگہ فوت ہوا قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھایا جائیگا

نقد وجرح:

اس حدیث کو دار قطنیؒ نے اپنی سنن میں اور ابن عساکرؒ نے حاطب سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ہارون بن قزعہ یا قزعہ ابن ابی قزعہ راوی ہے۔ جس کے متعلق امام بخاریؒ نے کہا ہے "اس کی اس حدیث پر کسی نے متابعت نہیں کی اور قزعہ کا شیخ بھی مجہول ہے"۔ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں ذکر کیا ہے کہ حاطب کی مذکورہ حدیث اور عمر کی حدیث جو اس سے پہلے گزری ہے قزعہ بن ابی قزعہ کی منکرات سے ہیں

۷۔ "من زارنی و زار ابی ابراهیم فی عام واحد دخل الجنة "

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیمؑ کی (قبروں کی) ایک ہی سال میں زیارت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد وجرح:

نوویؒ نے "المجموع" (شرح المہذب) میں لکھا ہے "یہ حدیث بناوٹی ہے جس کا کوئی اصل نہیں اور اسے ائمہ حدیث میں سے بھی کسی نے روایت نہیں کیا"

۸- "من جاءنی زائرا لم تنزعه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیٰمة" ـــــ جو شخص میری (قبر کی) زیارت کے لیے آیا اور اسے میری زیارت کا شوق ہی کھینچ کر لایا ہو تو اس کا مجھ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ قیامت کے روز میں اسکا سفارشی ہوں۔

نقد وجرح:

اس حدیث کو ابن نجارؒ نے "الدرة الثمینة فی تاریخ المدینة" میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں مسلمہ بن سالم ہے جس کے بارے میں ذہبیؒ نے "دیوان الضعفاء" میں کہا ہے اس میں جہمیہ کی طرف میلان ہے۔ ابن عبدالہادیؒ "الصارم المنکی" میں لکھتے ہیں "یہ مجہول الحال ہے۔ نقل علم میں معروف نہیں اور اس کی روایت کے ساتھ حجت پکڑنا بھی ٹھیک نہیں۔ وہ موسیٰ بن ہلال عبدی، جس کا ذکر ہو چکا ہے کی مانند ضعیف ہے"

۹- "من لم یزر قبری فقد جفانی"

جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

نقد وجرح:

ابن نجارؒ نے اس حدیث کو تاریخ المدینہ میں بے سند اور صیغۂ تمریض (جو کمزوری کی طرف اشارہ ہوتا ہے) کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے الفاظ یوں ہیں:

"رُوی عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "......... الحدیث

ابن عبدالہادیؒ کہتے ہیں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے منسوب یہ حدیث بناوٹ اور جھوٹ ہے۔ میں کہتا ہوں، اس کی سند میں نعمان بن شبل باہلی متہم ہے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں "وہ آفتیں لاتا ہے"۔ ذہبیؒ نے اس کا ذکر "میزان الاعتدال" میں کیا ہے۔ نیز اس کی سند میں محمد بن فضل بن عطیہ مدنی ہے جو مشہور جھوٹا اور گھڑنے والا ہے۔ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں یہ بھی لکھا ہے "امام احمد کہتے ہیں۔ اس کی حدیث جھوٹوں کی حدیث ہے" اور ابن معین کہتے ہیں "فضل بن عطیہ (باپ) ثقہ ہے اور اس کا بیٹا محمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذاب ہے۔ نیز ذہبیؒ لکھتے ہیں "اس شخص کی منکرات بہت ہیں کیونکہ وہ باتونی تھا۔" لکھتے ہیں "فلاس نے اسے کذاب کہا ہے" اور بخاریؒ کہتے ہیں "محدثین نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے" (یعنی نکما سمجھ کر حدیث نہیں لی) ابن ابی شیبہ نے اس پر جھوٹ گھڑنے کا الزام عائد کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت علیؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب بھی بیان کی گئی ہے لیکن اس کی سند میں عبدالملک بن ہارون بن عنترہ ہے اور جھوٹ گھڑنے کے ساتھ متہم ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں "کذاب ہے"۔ ابو حاتم کہتے ہیں "نکمی باتوں والا اور متروک ہے"۔ سعدیؒ کہتے ہیں "کذاب ہے"۔ اور ذہبی لکھتے ہیں "اس پر حدیث (من صام یوما من ایام البیض عدل عشرة آلاف سنة یعنی جس نے ایام بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ) کے روزے رکھے اسے دس ہزار سال کے روزوں کا ثواب ملے گا) گھڑنے کا الزام ہے۔" (صاحب مقالہ لکھتے ہیں: "اس عبدالملک بن ابی عمرو کذاب کی طرف سے بہت سی آفتیں ہیں جن کو ذہبیؒ کی میزان الاعتدال میں دیکھا جا سکتا ہے۔"

۱۰- "مَن اتی المدینة زائرًا لی وجبت له شفاعتی" .... الحدیث

جو شخص مدینہ میں میری زیارت کے لیے آیا اس کے لیے میری سفارش ضروری ہو گئی

نقد و جرح:

اسے یحییٰ الحسینی نے بکیر بن عبداللہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے، اس کے بارے میں عبدالہادی لکھتے ہیں: "یہ حدیث باطل ہے جس کا کوئی اصل نہیں"

علاوہ ازیں یہ مفید مطلب نہیں کیونکہ اس میں قبر کی طرف سفر کا ذکر نہیں۔ (احتمال ہے کہ زندگی میں آنا مراد ہو)

۱۱- "من لم تمکنه زیارتی فلیزر قبر ابراهیم الخلیل"

جو شخص میری زیارت نہ کر سکے اسے چاہیے کہ ابراہیم خلیل اللہ کی قبر کی زیارت کر لے [1]

نقد و جرح:

ابن عبدالہادی کہتے ہیں "یہ جھوٹ اور من گھڑت احادیث میں سے ہے اور اس سے تو ایک معمولی

---

[1] اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہو سکنے کی صورت میں ابراہیمؑ کی قبر کی زیارت کی ترغیب دی گئی ہے جس سے دوسرے بزرگوں کی قبروں کی زیارت مستحسن ثابت ہوتی ہے۔ حدیث من گھڑت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب علم بھی واقف ہے کہ یہ موضوع اور خود ساختہ ہے۔ اس قسم کے جھوٹ کو حقیقتِ حال کے انکشاف کے بغیر ذکر کرنا بھی اہلِ علم کے لیے بہت بڑا گناہ ہے [1]

۱۲۔ "من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزا غزوۃ وصلّٰی علی فی بیت المقدس لم یسالہ اللہ فیما افترض علیہ"

جس نے اسلامی طریقہ پر حج کیا، میری قبر کی زیارت کی، جہاد میں شریک ہوا اور بیت المقدس میں مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس سے اس کی ذمہ داریوں میں کوئی پوچھ گچھ نہیں کرے گا۔

نقد و جرح:

اس حدیث کو ابوالفتح ازدیؒ نے اپنی فوائد کی دوسری جلد میں عبداللہ بن ابی سہل مصیصی تک اپنی سند کے ساتھ حسن بن عثمان زیادی سے روایت کیا ہے۔ ذہبیؒ نے لکھا ہے، بدر کی حسن بن عثمان زیادی سے

---

[1] یہاں شیخ موصوف ایک عام غفلت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ کسی غیر ثابت شدہ بات کو اس کا پول کھولے بغیر ذکر کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہوتا ہے لیکن عام لوگ تحقیق کے بغیر ایسی باتوں کو قبول کر کے آگے ذکر کرتے رہے اور علماء اس کی حالت اور ضعف بیان کیے بغیر بیان کر دیتے ہیں حالانکہ محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ کسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے اس کی صحت وضعف ضرور ذکر کرتے ہیں اور اگر اس کی تصریح نہ کریں تو پھر ایسے لفظ اور انداز سے بیان کرتے ہیں جس سے اس کی کمزوری واضح ہو جائے مثلاً صیغہ مجہول قیل یا روی وغیرہ کے ساتھ ــــــ محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کے نسبت کرنے میں اس قدر احتیاط برتی ہے کہ اگر صحت وضعف واضح نہ ہو سکے تو پھر بھی صیغہ تمریض کے ساتھ ہی بیان کریں گے بلکہ جو ضعیف حدیثیں مختلف وجوہات کی بنا پر تقویت حاصل کر لیتی ہیں انہیں بھی کسی یقینی نسبت سے ذکر نہیں کرتے۔ مقولہ معروف ہے "یعمل علیہ احتیاطاً لا اعتقاداً" یعنی ایسی حدیث پر عمل بطور احتیاط ہو گا نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھتے ہوئے کیونکہ اس بارے میں وعید کی متواتر حدیث موجود ہے "من کذب علی متعمدا فقد تبوء مقعدہ من النار" او کما قال علیہ السلام" یعنی جو شخص جانتے ہوئے میری طرف جھوٹ کی نسبت کر دے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اسی طرح آپ سے منقول ہے "کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع" یعنی کسی شخص کو اتنا جھوٹ ہی

[2] مطبوعہ عربی متن میں "من فوائدہ" کے بعد "بسندہ" کا لفظ طباعت سے رہ گیا تھا۔ یہ اسکا ترجمہ ہے۔ (مدیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث (روایت مذکورہ بالا) باطل ہے۔ اس حدیث کو بدر سے نعمان بن ہارون نے روایت کیا ہے۔ اس سبب کمزوری کے باوجود ابو الفتح ازدی بھی ضعیف ہے۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں "(ابو الفتح ازدی) حافظ الحدیث تھا لیکن اس کی احادیث میں بہت سی منکرات موجود ہیں اسی لیے محدثین اسے ضعیف گردانتے ہیں۔ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔ "اس پر حدیث گھڑنے کا الزام ہے۔ اسے برقانی نے ضعیف کہا ہے اور اہل موصل اسے کوئی مقام نہیں دیتے"

۱۳۔ "من زارنی حتی ینتھی الی قبری کنت له یوم القیمة شھیدا او قال شفیعا"

جو شخص میری زیارت کے لیے میری قبر تک پہنچا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ (یا کہا) سفارشی ہوں گا۔

نقد و جرح:

یہ حدیث عقیلیؒ نے الضعفاء میں عبد اللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور اسی سند سے اسے ابن عساکرؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ابن جریج پر جھوٹ ہے۔ ابن عبد الہادی لکھتے ہیں۔ "اس کے متن اور سند میں غلطی ہوئی ہے" یعنی متن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "زیارت" سے "مَن زَارَنِیْ" بیان ہوا ہے۔ حالانکہ عبارت یوں ہے:

"مَن رانی فی المنام کان کمن رانی فی حیاتی"

یعنی جس نے نیند میں مجھے دیکھا ایسا ہے گویا اس نے مجھے زندگی میں دیکھا۔

عقیلیؒ کی کتاب میں نسخہ ابن عساکرؒ کے اندر من رانی رائی یا سے ہی مذکور ہے۔ اس صورت میں اس حدیث کا معنی صحیح ہوگا۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آپؐ کا فرمان یوں موجود ہے:

"مَن رانی فی المنام فقد رانی لان الشیطان لا یتمثل بی"

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔

رہا سند میں غلطی کا معاملہ تو وہ راوی کا ذکر سعید بن محمد حضرمی نام سے ہوا ہے حالانکہ صحیح نام شعیب بن محمد ہے جس طرح کہ ابن عساکر کی روایت میں ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا الفاظ سے یہ حدیث ثابت نہیں خواہ "زیارۃ" کے لفظ سے ہو یا "رؤیا" سے۔ کیونکہ اس کا راوی فضالہ بن سعید بن زمیل مزنی مجہول ہے اس کا ذکر اس روایت کے سوا معروف نہیں اور اس روایت میں بھی وہ منفرد ہے جس کی کسی نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متابعت نہیں کی۔ ذہبیؒ نے لکھا ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں، اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (شاذ) یہ حدیث ہم کو سعید بن محمد حضرمی نے سنائی جس کو فضالہ نے سنایا۔ اس نے محمد بن یحییٰ سے تحدیث کی، وہ ابن جریج سے وہ عطاء سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً روایت کرتا ہے:

"من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی"

یعنی جس نے میری عدم موجودگی میں میری زیارت کی ایسا ہے جیسا کہ اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

ذہبیؒ کہتے ہیں "یہ حدیث ابن جریج پر جھوٹ ہے"

۱۴۔ "ما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر"

میری امت میں سے صاحبِ استطاعت ہو کر بھی جو شخص میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

نقد و جرح:

ابن نجارؒ نے اس حدیث کو تاریخ مدینہ میں انسؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سمعان بن مہدی راوی ہے جس کے متعلق ذہبیؒ لکھتے ہیں "سمعان بن مہدی انسؓ بن مالک سے روایت کرنے والا گمنام جانور ہے۔ اس کے پاس ایک خود ساختہ احادیث کا نسخہ تھا جسے میں نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے گھڑنے والے کو ذلیل کرے" ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں "مذکورہ نسخہ محمد بن مقاتل رازی کی روایت سے ہے، وہ جعفر بن ہارون واسطی سے، وہ سمعان سے روایت کرتا ہے۔ پھر ابن حجرؒ نے اس نسخہ کا ذکر کیا ہے جو تین سو سے زیادہ موضوع احادیث پر مشتمل ہے"

میں (صاحبِ مقالہ) کہتا ہوں۔ یہ چودہ حدیثیں ہیں جن سے قبر کی طرف سفر کو جائز کہنے والے دلیل پکڑتے ہیں اور یہی وہ تمام احادیث ہیں جن سے مسجد نبوی کو چھوڑ کر صرف روضہ اقدس کی زیارت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، جبکہ یہ بات کھل کر آپ کے سامنے آگئی ہے کہ ان روایات میں سے کوئی صحیح ہے نہ حسن بلکہ سب کی سب سخت ضعیف ہیں یا موضوع ہیں جن کا کوئی اصل نہیں، جیسا کہ معتمد ائمہ حدیث کے تفصیلی تبصرے گزر چکے ہیں۔ لہٰذا ان روایات کی کثرتِ تعداد اور متعدد سندوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ بسا اوقات ایسی احادیث جن کی سندیں مذکورہ بالا سندوں سے بھی کئی گنا زیادہ ہوتی ہیں۔ اس کثرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود اہلِ فن کے ہاں موضوع ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ کثرت اس وقت کوئی فائدہ نہیں دیتی جب اس کا مدار کذابین، متہمین، متروکین یا مجہولین پر ہو جیساکہ ان احادیث میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں سے کوئی بھی کسی کذاب یا متہم یا متروک یا مجہول (جس کی معرفت کبھی حاصل نہ ہو سکے) سے خالی نہیں۔ اس قسم کی احادیث علمائے حدیث کے ہاں کسی متابع یا شاہد سے تقویت نہیں پکڑا کرتیں بلکہ اعتبار و تقویت کا مسئلہ بھی وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں صحیح حدیث تردید نہ کر رہی ہو اور یہاں تو (اعلیٰ درجہ کی) صحیح حدیث تین مساجد کے سوا سب جگہوں کی طرف سفر کرنے سے روک رہی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفۃ اصحاب الجحیم" میں فرماتے ہیں۔

"کسی مخصوص قبر کی طرف سفر کی اجازت کے بارے میں کوئی ایک صحیح حدیث بھی ثابت نہیں بلکہ صحاح، سنن اور مسانید کے مصنفین امام احمد وغیرہ جیسے ائمہ دین نے تو ایسی کوئی حدیث نقل بھی نہیں کی ان کو صرف ان ائمہ نے نقل کیا ہے جو ہر قسم کی حدیث موضوع ہو یا غیر، سب جمع کر دیتے ہیں۔ ان روایات میں سب سے اہم حدیث وہ ہے جسے دارقطنیؒ نے روایت کیا ہے جبکہ اس کے ضعف پر کل اہلِ علم متفق ہیں لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں وارد احادیث مثل (من زارنی و زار ابی ابراهیم الخلیل فی عام واحد ضمنت له علی الله الجنة) جس نے میری اور میرے باپ ابراہیمؑ کی ایک ہی سال میں زیارت کی میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ اور (من زارنی بعد مماتی فكانما زارنی فی حیاتی) جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اور (من حج ولم یزرنی فقد جفانی) جس نے حج کیا لیکن میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔ وغیرہ احادیث خود ساختہ جھوٹ ہیں"

(صاحب مقالہ) یہی صحیح و درست بات ہے جس کے ساتھ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری واجب ہے، جس کسی کے پاس اس مسئلہ (کسی خاص قبر کی طرف سفر کرنے) کے بارے میں کوئی ایک صحیح حدیث بھی ہو اس پر اس کا بیان کرنا فرض ہے۔ (مزید افسوس یہ ہے کہ) جس قدر احادیث پیش کی گئی ہیں وہ سب صرف زیارتِ قبر (جس کے مشروع ہونے پر اجماع ہے) کے بارے میں ہیں۔ قبر کی زیارت کی نیت سے سفر سے متعلق نہیں (حالانکہ ما بہ النزاع قبر کی طرف سفر ہے نہ کہ زیارتِ قبر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عام یا خاص) حالانکہ اس زیارت کی مشروعیت یا استحباب کے حق میں صریح صحیح احادیث موجود ہیں جن کے بعد ان باطل اور من گھڑت روایات کی کوئی ضرورت نہیں جو کسی بھی شرعی مسئلہ میں قابلِ استناد نہیں بلکہ جن کی روایت کی بھی اجازت نہیں ہاں صرف ایک شرط کے ساتھ کہ ان کا جھوٹ اور من گھڑت ہونا بیان کر دیا جائے تاکہ مندرجہ ذیل فرمانِ نبوی ؐ کی وعید سے بچا جا سکے۔

"من حدث عنی بحدیث و یری انہ کذب فھو احد الکاذبین"

جو مجھ سے ایسی بات منسوب کرے حالانکہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے، وہ دو جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے یعنی یا گھڑنے والا یا جھوٹ پھیلانے والا۔

یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں مغیرہ بن شعبہؓ اور سمرہ بن جندبؓ سے متعدد الفاظ کے ساتھ مرفوعاً آئی ہے —————— واللہ اعلم

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(نوٹ: عربی الفاظ کی کتابت میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی تصحیح بالحدیث ترجمہ میں ہو گئی ہے (ادارہ))

عبدالرحمٰن عاجز (مالیرکوٹلوی)

بڑھے چلو

توحید کے علَم کو اٹھا کر بڑھے چلو
دنیائے کفر و شرک پہ چھا کر بڑھے چلو!

سوزِ دل و جگر سے جلا کر چراغِ دیں
دینِ نبی ؐ کی شان بڑھا کر بڑھے چلو!

ہر اک نشانِ کفر مٹا کر جہان سے
ہر بتکدے کو آگ لگا کر بڑھے چلو!

دیں ہی فقط ہے اہلِ محبت کا راستہ
یہ راستہ ہر اک کو دکھا کر بڑھے چلو!

پھر سر اٹھا سکے نہ کبھی کفر پیشِ حق،
سر پہ وہ اس کے ضرب لگا کر بڑھے چلو!

آ جائے اگر وقتِ شہادت زہے نصیب
تیغ و تبر سے تن کو سجا کر بڑھے چلو!

عاجزؔ یہ جسم و جاں تو امانت خدا کی ہے
راہِ خدا میں ان کو لٹا کر بڑھے چلو!

www.KitaboSunnat.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ